اسلامی سیاسی فکر و فلسفہ کے خدو خال

*سید ذاکر شاہ

**ثمر سلطانہ

ABSTRACT

This study is done to explore and highlight 'The Characteristics of Islamic political philosophy' as enunciated by Quran and Hadith. According to Islamic political thought, Almighty Allah is the lord of the whole universe. He is not only creator of the universe, He also possesses the absolute sovereignty over it. Nothing is out of His command. His orders are to be obeyed. He has the power of legislation for mankind. In an Islamic state all, His sovereignty over the mankind is to be reflected in the law of the land. The prophet Muhammad (P.B.U.H) is His last and final messenger, has the lawful authority to elaborate and explain the injunction of Quran. The Muslim follow the prophet's sunnah as he is, according to Quran, the final authority in all disputes which may arise amongst them time to time. The Muslim are required to surrender themselves to the judgment of the Prophet heartily. In the following lines all those aspects of Islamic political philosophy are discussed which explain the nature of an Islamic state. 'The unique character of Islamic political philosophy' is the universality, i.e, it is today as practicable in a modern Muslim state as it was practicable fourteen hundred years ago by Prophet Muhammad (PBUH) in the state of Medina.

Keywords: Quran, Sunnah, Hadith, Sovereignty of Allah, Islamic State, Islamic political philosophy, Last messenger, Law of land.

مندرجہ بالا موضوع پر مختلف عنوانات کے تحت ذی علم و صاحبِ قلم حضرات نے وقتاً فوقتاً روشنی ڈالی ہے۔ماوردی کی شہرۂ آفاق کتاب الاحکام السلطانیہ میں سیاسیات کے ہر پہلو پر بحث کی گئی ہے۔شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب حجۃ اللہِ البالغہ میں انسانی معاشرے کی ابتدا سے لے کر کامل معاشرے تک تمام مراحل کی تفصیل درج کی ہے۔خلافت کی اہمیت و ضرورت کا گہرائی سے جائزہ لیا،ان کی دوسری شاہکار کتاب الخیر الکثیر ہے، جس میں اسلامی ریاست کے اصول پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی۔پروفیسر خورشید احمد نے اپنی کتاب مسلمانوں کے سیاسی افکار کے باب اوّل میں قرآنی نظریۂ مملکت کے عنوان سے بہت تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔جس میں اقتدارِ اعلیٰ کی خصوصیات بڑے ہی شرح و بسط سے درج کی ہیں۔ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی کتاب پاکستان میں نظامِ خلافت کیا کیوں اور کیسے، میں نظامِ خلافت کے خدو خال کے ضمن میں اسلامی سیاسی فکر کو اچھی طرح واضح کیا ہے،اور موجودہ صورتِ حال میں اس

لیکچرار عربی،سندھ مدرسۃ الاسلام یونیورسٹی،کراچی

پروفیسر،صدر شعبۂ سیاسیات،جامعہ کراچی

کے نفاذ کا طریقہ ء کار کو بھی زیرِ بحث لائے ہیں۔ سیّد ابو الاعلیٰ مودودی نے اپنی تحریروں میں بڑی تفصیل کے ساتھ اسلامی سیاسی فکر وفلسفہ کو پیش کیا اور کفر والحاد کی بیخ کنی کی ہے۔ جن میں اسلامی ریاست اور خلافت وملوکیت بہت اہم ہیں۔ مفتی محمّد تقی عثمانی نے اپنی کتاب اسلام اور سیاسی نظریات میں عہدِ یونان سے موجودہ دور تک کے سیاسی نظریات اور نظاموں کا جائزہ پیش کیا ہے، اور اسلامی اصولِ سیاست کی تشریح کے ساتھ عملی نفاذ کا لائحہ ء عمل بھی دیا ہے۔ مولانا حامد الانصاری نے اپنی کتاب اسلام کا نظامِ حکومت میں اسلام کی ریاستِ عامہ کا مکمل دستور اور ضابطہ ء حکومت تفصیل سے تحریر کیا ہے۔ جس میں اسلام کے نظامِ حکومت کے تمام شعبے ذکر کیے ہیں، اور اسلام کے نظریۂ سیاست وسیادت کے تمام گوشوں کو زیرِ بحث لائے ہیں۔ مندرجہ ذیل مقالہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اسلامی سیاسی فکر وفلسفہ کی بنیاد کی خشتِ اوّل یہ ہے کہ یہ کائنات اور کائنات کی ہر چیز، زمین و آسمان، چرند، پرند، درند، انس وجن، فرشتے ودیگر مخلوقاتِ بحر وبر کا مالکِ حقیقی صرف اللہ عزّوجل ہے۔ وہ نہ صرف مالکِ کائنات ہے، وہی رازق بھی ہے اور خالق بھی۔ اور ایسا بھی نہیں کہ وہ یہ کائنات بنا کر اس سے غافل ہو گیا ہو۔ بلکہ ہر ہر آن اسی کا حکم جاری وساری ہے اور کائنات کی ہر چیز اسی کی تابع فرمان ہے۔ بفحوائے قرآن وَلَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ والارضِ، کُلٌّ لَهٗ قانِتون (سورہ الروم۔ آیت ۲۶)۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سب اس کے مطیع فرمان ہیں۔

اسی طرح حاکمیت بھی ایک اللہ کے سوا نہ کسی کی ہے، نہ ہو سکتی ہے۔ اور نہ کسی کا یہ حق ہے کہ حاکمیت میں اس کا کوئی حِصّہ ہو (بفحوائے قرآن)۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے۔ (سورہ البقرہ۔ آیت ۱۰۷)

حاکمیت کی سب جملہ صِفّات، اختیارات، صرف اللہ ہی کی ذات میں مرکوز ہیں۔ اس کائنات میں کوئی اس کا ہمسر نہیں، نہ شریک ہے، اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے، سب کچھ جانتا ہے، ہر عیب اور نقص سے پاک ہے، سب پر نگہبان ہے، سب کو امان دیتا ہے، ہمیشہ زندہ ہے، اور ہر وقت بیدار رہے، ہر چیز پر قادر ہے، سارے اختیارات اس کے ہاتھ میں ہیں، ہر چیز چاروناچار اس کی تابع فرمان ہے، نفع اور نقصان سب اس کے اختیار میں ہیں، کوئی اس کے سوا اور اس کی اجازت کے بغیر نہ نفع دے سکتا ہے، نہ نقصان، اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے آگے سفارِش تک نہیں کر سکتا، وہ جس سے چاہے مواخذہ کرے، اور جس سے چاہے درگزر، اس کے حکم کے خلاف کوئی کچھ نہیں کر سکتا، اور اللہ تعالیٰ کسی کے سامنے جواب دہ نہیں، سب اس کے سامنے جواب دہ ہیں، اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ ہو کر ہی رہتا ہے، کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا، حاکمیت کی یہ صفات صرف اللہ عزوجل ہی کی ہیں، اور کوئی اس میں اس کا شریک نہیں۔ بفحوائے قرآن

وہی اپنے بندوں پر غلبہ رکھنے والا ہے، اور وہی دانا اور ہر چیز سے باخبر ہے۔ آیت ۱۸ سورہ الانعام

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت: مغربی سیاسی افکار کے برعکس اسلامی ریاست میں اصولِ اوّلین یہ ہے کہ حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ مغربی سیاسی افکار اقتدارِ اعلیٰ عوّام کے سپرد کرتے ہیں جبکہ مسلمانوں کی حکومت، جس کے لیے خلافت کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کی حدود میں رہ کر ہی امورِ مملکت چلاتی ہے، جس کا مستند ذریعہ قران اور اس کے رسول کی سنّت ہے۔ اس اصول کو قرآنِ پاک کی بہت ساری آیات میں بیان کیا گیا ہے، جن میں سے چند کے حوالے ذیل میں ہیں: اے ایمان والوں حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسولؐ کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں، پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو اللہ اور رسول کی طرف، اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر، یہ بات اچھی ہے، اور بہتر ہے اس کا انجام (آیت ۵۹، سورہ النساء)۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اس کا حکم مانیں اللہ کے فرمانے سے (آیت ۶۴، سورہ النساء)۔ سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے، یہاں تک کہ وہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے، پھر نہ پائیں اپنے دل میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے (آیت ۶۵ سورہ النساء)۔ جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا (آیت ۸۰ سورہ النساء)۔ بیشک ہم نے اتاری تیری طرف کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگو میں جو کچھ سمجھائے تجھ کو اللہ۔ (آیت ۱۰۵ سورہ النساء)

اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں کافر۔ (آیت ۴۴ سورہ المائدہ)

اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں ظالم۔ (آیت ۴۵ سورہ المائدہ)

اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں فاسق۔ (آیت ۴۷ سورہ المائدہ)

نبی کریم ﷺ نے بھی اسی اصول کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی۔ "تم پر لازم ہے کتاب اللہ کی پیروی۔ جس چیز کو اس نے حلال کیا ہے، اسے حلال کرو، اور جسے اس نے حرام کیا اسے حرام کرو"۔[1]

"اللہ نے کچھ فرائض مقرر کیے، انہیں ضائع نہ کرو۔ کچھ حرمتیں مقرر کی ہیں۔ انہیں نہ توڑو۔ کچھ حدود مقرر ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور کچھ چیزوں کے بارے میں خاموشی فرمائی ہے۔ بغیر اس کے کہ اسے نسیان لاحق ہوا ہو، ان کی کھوج میں نہ پڑو"۔[2] "میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں، جنہیں اگر تم تھامے رہو، تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت"۔[3] "جس نے کتاب اللہ کی پیروی کی وہ نہ دنیا میں گمراہ ہو گا، نہ آخرت میں بدبخت"۔[4]

رسالت محمّدی ﷺ: اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ قانون جس کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ہم تک پہنچنے کا ذریعہ صرف اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں۔ وہی اللہ تعالیٰ کے احکامات و ہدایات انسانوں تک نہ صرف پہنچاتا ہے، بلکہ اپنے قول و عمل سے ان کی تشریح بھی کرتا ہے۔ رسول اللہؐ کی حیثیت انسانی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی قانونی حاکمیت کے نمائندے کی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کا یہ حکم ہے کہ رسول اللہ

کے حکم کی ہر صورت میں اطاعت کریں، اور مخالفت نہ کریں۔رسول اللہ کے فرمان امر و نہی اور ان کے فیصلوں کو بلا چوں وچرا ں تسلیم کریں۔یہاں تک کہ ان پر دل میں بھی برا محسوس نہ کریں، ورنہ ایمان خطرے میں رہے گا۔

"اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اس کا حکم مانیں اللہ کے فرمانے سے"۔(آیت ۶۴، سور سورہ النساء)

"سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے، یہاں کہ وہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے، پھر نہ پائیں اپنے دل میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے"۔(آیت ۶۵ سورہ النساء)

"جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا"(آیت ۸۰ سورہ النساء)۔"بیشک ہم نے اتاری تیری طرف کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگو میں جو کچھ سمجھائے تجھ کو اللہ"۔ (آیت ۱۰۵ سورہ النساء)

نظام عدل وقسط: اسلامی سیاسی فکر وفلسفہ میں انسانوں کے درمیان قیام نظام عدل وقسط کی بڑی اہمیت ہے۔اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کا نفاذ سب کے لیے یکساں ہوتا ہے۔اسلامی مملکت کا عام فرد اور سربراہ مملکت کے لیے ایک ہی قانونی ضابطہ ہوتا ہے۔کسی کے لیے بھی اس میں امتیازی سلوک کی کوئی گنجائش نہیں۔ قران مجید میں رسول اللہ ﷺ کو یہ ہدایت فرمائی گئی، بفحوائے قران۔ "اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل کروں"۔(آیت ۱۵ سورۃ الشوریٰ)

اس آیت میں نبی کریمؐ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپؐ یہ سب کو بتادیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کروں، اور کسی کے ساتھ بھی ناانصافی نہ کروں۔ایسا نہیں کہ ایک کام کسی کے لیے جرم ہے، اور کسی کے لیے نہیں، ایک بات کسی کے لیے گناہ ہے، اور کسی کے لیے نہیں۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب برابر ہیں۔اسی برابری کے قانون کی مزید وضاحت اس واقعہ سے ہو جاتی ہے، کہ جب کسی فاطمہ نامی خاتون جو کہ ایک اونچے قبیلے سے تعلق رکھتی تھی، کے اوپر چوری کا مقدمہ چلا تو نبی کریمؐ سے اسامہ بن زید کے زریعہ سفارش کی گئی تو اپ اس بات پر ناراض ہوئے اور فرمایا:"تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں وہ اسی لیے تو تباہ ہوئیں، کہ وہ لوگ کم درجے کے مجرموں کو قانون کے مطابق سزا دیتے تھے، اور اونچے درجے والوں کو چھوڑ دیتے تھے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دیتا"۔[۵]

اخوّت و مساوات: اسلامی ریاست میں اخوّت و مساوات بین المسلمین کا اصول بہت واضح ہے۔تمام مسلمانوں کے حقوق بلالحاظ رنگ و نسل بالکل برابر ہیں۔رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت نہیں، اسی طرح کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر اسلامی ریاست میں کوئی امتیازی حقوق حاصل نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: انما المئومنون اخوۃ (آیت نمبر ۱۰ سورہ الحجرات)

نیز فرمایا:"اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدہ کیا، اور تمہیں قبیلوں اور قوموں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانوں، درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزّت والا وہ ہے، جو سب سے زیادہ متّقی ہے"(آیت نمبر ۱۳ سورہ الحجرات)۔نیز نبی اکرمؐ کی مندرجہ ذیل احادیث اس اصول کی مزید تشریح کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال دیکھتا ہے[۶]۔ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا: مسلمان بھائی بھائی ہیں۔کسی کو کسی پر فوقیت نہیں مگر تقویٰ کی بنیاد پر۔[۷]

مزید فرمایا، "لوگو سن لو، تمہارا ربّ ایک ہے۔عربی کو عجمی یا عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔نہ کالے کو گورے پر اور نہ گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے۔مگر تقویٰ کے لحاظ سے"[۸]۔نیز آپؐ نے فرمایا: "جس نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور ہمارے قبلے کی طرف رخ کیا اور ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارا ذبیحہ کھایا، وہ مسلمان ہے۔اس کے حقوق وہی ہیں، جو مسلمان کے حقوق ہیں۔اور اس پر وہی فرائض ہیں جو مسلمان کے فرائض ہیں"۔[۹]

حکام کی جواب دہی و ذمہ داری: اسلامی سیاسی فلسفہ کا ایک جزلاینفک یہ بھی ہے کہ حکومت کا کوئی بھی عہدہ امانتدار اور اس عہدے کے اہل فرد کو ہی مل سکے گا۔اسلامی ریاست و حکومت اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔اور کسی نااہل آدمی یا بددیانت شخص کو حکومتی عہدہ نہ دیا جائے۔اس عہدہ پر صرف امانت دار ہی براجمان ہو سکتا ہے۔اس امانت کو حاصل کرنے میں اور اس کی ادائیگی میں، کوئی شخص بھی اپنی خواہش نفس کی پیروی نہیں کر سکتا۔اور جس کو یہ امانت مل جائے، وہ اس کے لیے دنیا میں لوگوں کے سامنے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے، کہ امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کرو۔اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔اللہ تمہیں اچھی نصیحت کرتا ہے، بیشک اللہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے" (آیت نمبر ۵۸،النساء)۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "خبردار رہو، تم میں سے ہر ایک راعی ہے۔اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں مسئول ہے اور مسلمانوں کے سب سے بڑے سردار جو سب پر حکمران ہو، وہ بھی راعی ہے، اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے"[۱۰]۔نیز فرمایا: "کوئی حکمران، جو مسلمانوں میں سے کسی رعیت کے معاملات کا سربراہ ہو، اگر اس حالت میں مرے کہ وہ ان کے ساتھ دھوکا اور خیانت کرنے والا تھا، تو اللہ اس پر جنّت حرام کر دے گا"۔[۱۱]

نیز فرمایا: "کوئی حاکم جو مسلمانوں کی حکومت کا کوئی منصب سنبھالے پھر اس کی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے جان نہ لڑائے، اور خلوص کے ساتھ کام نہ کرے وہ مسلمانوں کے ساتھ جنّت میں کبھی بھی داخل نہیں ہو سکتا"۔[۱۲]

شورائیت: ایک اسلامی ریاست میں مسلمانوں کا حکمران، ان کی باہمی رضامندی سے منتخب کیا جاتا ہے، اور وہ امورِ مملکت بھی ان کے ساتھ باہمی مشورے سے سرانجام دیتا ہے۔اللہ عزوجل نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے کہ "ان کے معاملات باہمی مشورے سے چلتے ہیں"۔(الشوریٰ:۳۸)

مزید فرمایا: "اور اے نبی ﷺ ان سے معاملات میں مشاورت کیا کرو"۔(آل عمران: ۱۵۹)

نبی کریم ﷺ کی سیرت میں ہمیں اکثر ایسے معاملات ملتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اہم امور میں مشاورت کی ہے۔اور اس پر عمل درآمد بھی کیا ہے۔مثال کے طور پر جب غزوہ بدر میں آپ ﷺ نے

اپنے لشکر کے ساتھ بدر میں ایک جگہ پر نزول فرمایا تو اس موقع پر حضرت حباب بن منذر نے آپؐ سے دریافت فرمایا کہ کیا آپؐ کا یہ فیصلہ جنگی حکمت عملی ہے یا یہ بر مبنیٔ وحی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک جنگی تدبیر ہے۔ اس پر صحابیِ رسول نے مشورہ دیا کہ آپؐ آگے تشریف لے جائیں اور قریش کے سب سے قریب جو چشمہ ہے اس پر پڑاؤ ڈالیں پھر بقیہ چشموں پر مٹی ڈال کر بند کر دیں، ہم اپنے چشمے پر حوض بنا کر پانی جمع کر لیں گے اور اس طرح ہمیں دوران جنگ پانی ملتا رہے گا اور مشرکینِ مکّہ کو نہیں مل سکے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نے بہت صحیح مشورہ دیا"۔[۱۳]

اسلامی ریاست میں اطاعت صرف معروف میں ہی فرض ہے۔ معصیت میں امیر کی اطاعت فرض نہیں۔ بالفاظِ دیگر اطاعت صرف قانون کے مطابق ہی ہو سکتی ہے، بالائے قانون کوئی اطاعت نہیں۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو بھی معروف سے مقید کر کے حکم ان الفاظ سے دیتے ہیں، کہ آپؐ ان سے بیعت لیں۔ "اور یہ کہ وہ کسی معروف امر میں آپ کی نافرمانی نہ کریں"۔ (آیت ۱۲، سورہ، الممتحنہ)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "ایک مسلمان پر اپنے امیر کی بات سننا اور اسکی اطاعت کرنا فرض ہے۔ خواہ اس کا حکم اس کو پسند ہو یا ناپسند جب تک اسے ماصیت کا حکم نہ دیا جائے۔ اور اگر موصیت کا حکم دیا جائے تو کوئی سمع وطاعت نہیں"[۱۴]۔ نیز آپؐ نے فرمایا: "اللہ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں، اطاعت صرف معروف میں ہے"۔

یہ مضمون نبی کریم ﷺ کے بکثرت ارشادات میں مختلف طرق سے بیان کیا گیا ہے: "کہیں آپؐ نے فرمایا کہ جو اللہ کی نافرمانی کرے اس کے لیے کوئی اطاعت نہیں، کہیں فرمایا کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں، اور یہ کہ حکام میں سے جو کوئی تمہیں معصیت کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو۔[۱۵]

یہی اصول، خلافت راشدہ میں اصول حکمرانی سمجھے گئے، اور انہی اصولوں کی روشنی میں امور مملکت سرانجام پائے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایک خطبہ میں فرمایا: "جو شخص محمدؐ ﷺ کی امت کے معاملات میں سے کسی معاملے کا ذمہ دار بنایا گیا اور پھر اس نے لوگوں کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق کام نہ کیا، اس پر اللہ کی لعنت"[۱۶]۔ نیز ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبۂ خلافت میں اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا، "میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہوں۔ اور جب میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو میری کوئی اطاعت نہیں"۔[۱۷]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ "مسلمانوں کے فرمانروں پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کرے، اور امانت ادا کرے، پھر جب وہ اس طرح کام کر رہا ہو، تو لوگوں پر فرض ہے کہ اس کی سنیں اور مانیں اور جب انہیں پکارا جائے تو حاضر ہو جائیں"۔[۱۸]

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: "میں اللہ کی فرماں برداری کرتے ہوئے جو حکم دوں اس کی اطاعت تم پر فرض ہے، خواہ وہ حکم تمہیں پسند ہو یا ناپسند۔ اور جو حکم میں تمہیں اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دوں تو معصیت میں کوئی اطاعت نہیں، اطاعت صرف معروف میں ہے۔ اطاعت صرف معروف میں ہے۔ اطاعت صرف معروف میں ہے۔[19]

اسلامی سیاسی فلسفہ کا یہ بھی اصول قرآن و احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ خلافت و حکومت ان لوگوں کو نہیں ملنی چاہیے جو خلافت و اقتدار کی حرص رکھتے ہوں اور خود اس کے طالب ہوں۔ جو لوگ دنیا و اس کی جاہ و حشمت چاہتے ہوں وہ لوگ خلافت کے لیے نا اہل ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں نہ اپنی بڑائی کے طالب ہوتے ہیں، اور نہ فساد برپا کرنا چاہتے ہیں (القصص:۸۳)۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم ہم اپنی اس حکومت کا منصب کسی ایسے شخص کو نہیں دیتے جو اس طالب ہو یا اس کا حریص ہو"[20]۔ نیز فرمایا: "تم میں سے سب سے بڑھ کر خائن ہمارے نزدیک وہ ہے جو اسے خود طالب کرے"[21]۔ نیز فرمایا: "ہم اپنی حکومت میں کسی ایسے شخص کو عامل نہیں بناتے جو اس کی خواہش کرے"۔[22]

اسلامی ریاست کا مقصد وجود یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ نظام عدل و قسط قائم کرے اور اسلام کے نظامِ اخلاق کے مطابق اچھائیوں کو فروغ دے اور برائیوں کا خاتمہ کرے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: " یہ وہ لوگ ہیں، جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے، اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے"۔ (الحج:۴۱)

امت مسلمہ کا مقصد وجود بھی یہی ہے کہ وہ اچھائی کا حکم کرے اور برائی سے روکے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور اس طرح ہم نے تم کو ایک درمیانی امت بنا دیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ" (البقرہ:۱۴۳)۔ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۱۰ میں فرمایا گیا: "تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو"۔ اسی مضمون کی مزید تشریح سورہ الحدید آیت نمبر ۲۵ سے ہو جاتی ہے۔ جس میں بتایا گیا کہ انبیاء و رسل کا سلسلہ کیوں شروع کیا گیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے انبیاء و رسل اس لیے بھیجے کہ لوگ اپنی زندگی نظام عدل و قسط کے مطابق ڈھال لیں، اور اگر کوئی مزاحمت کرے تو مزاحمت کرنے والوں کو درست کرنے کے لیے لوہا اتارا ہے، جس میں جنگ کی شدّت ہے اور لوگوں کے لیے نفع بھی ہے۔ اللہ عزوجل نے نبی ﷺ کی بعثت کا ذکر قرآن پاک کی متعدد سورتوں میں فرمایا جن میں سے سورہ الحدید آیت نمبر ۲۵۔ سورہ الفتح آیت ۲۸ اور سورہ الصف آیت نمبر ۹ میں فرمایا: اللہ کی ذات وہی ہے، جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اس کو غالب کر دے تمام ادیان پر چاہے یہ بات مشرکوں کو کتنی ہی بری معلوم کیوں نہ ہو۔

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں دیکھا جائے اور اسوۂ رسول اللہ کی طرف نگاہ رکھی جائے تو ہمیں نظر آتا ہے، کہ آپ ﷺ کی قائم کردہ ریاست کا کام ہی یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین اسلام کے پورے نظام کو جاری وساری کریں چاہے یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو؟ اور اس کے اندر کوئی ایسی آمیزش نہ ہو جو مسلم معاشرے میں فساد پیدہ کرے۔ اس بات کو آپ ﷺ نے اس طرح فرمایا: "جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات نکالے جو اس کی جنس سے نا ہو وہ مردود ہے"۔ [۲۳]

مراجع وحواشی

۱۔ علی المتقی، علاؤالدّین، کنز العمال فی سنن والا قوال والافعال بحوالہ طبری، احمد بن حنبل، امام۔ مسندِ احمد، جلد ا، حدیث، نمبر ۹۰۷۔۹۷۶، طبع دائرہ المعارف حیدر آباد، ۱۹۵۵

۲۔ محمد بن عبد اللہ، ابی عبد اللہ، مشکوٰۃ المصابیح، بحوالہ دار قطنی، باب الاعتصام الکتاب و السنہ۔ علی المتقی، علاؤالدّین، کنز العمال فی سنن والا قوال والافعال، جلد ا، حدیث نمبر ۹۸۱۔۹۸۲   ۳۔ محمد بن عبد اللہ، ایضاً، جلد ا، حدیث نمبر ۸۷۷، ۹۴۹، ۹۵۵، ۱۰۰۱

۴۔ محمد بن عبد اللہ، ولی الدین ابی عبد اللہ، مشکوٰۃ المصابیح، مشکوٰۃ بحوالہ رزین، باب الاعتصام الکتاب والسنہ

۵۔ محمد بن اسمٰعیل، ابوعبد اللہ۔ صحیح بخاری، کتاب الحدود، ابواب نمبر ۱۱۔۱۲، حدیث نمبر ۶۷۸۔
زین العابدین، مفتی، سجّاد میرٹھی، مفتی، انتظام اللہ، تاریخ ملت ص نمبر ۱۱۲۔ جلد اوّل، ناشر ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۹۱

۶۔ عماد الدین، علامہ ابن کثیر تفسیر ابن کثیر، بحوالہ مسلم وابن ماجہ، جلد ۴، صفحہ نمبر ۲۱۷، مطبہ مصطفیٰ محمد، مصر، ۱۹۳۷

۷۔ عماد الدین، علامہ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر بحوالہ طبرانی، جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۱۷

۸۔ تفسیر روح المعانی، علّامہ محمود آلوسی، بحوالہ بیہقی وابن مردویہ جلد ۲۴، صفحہ نمبر ۱۴۸، ادارۃ الطباع المنیریہ، مصر

۹۔ محمد بن اسمٰعیل، ابوعبد اللہ، صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب نمبر ۲۸، حدیث نمبر ۳۹۳

۱۰۔ محمد بن اسمٰعیل، ابوعبد اللہ، صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب نمبر ا، حدیث نمبر ۱۳۸۷۔ صحیح مسلم، ابوالحسین، عساکر مسلم بن الحجاج، کتاب الامارہ، باب ۵ حدیث نمبر ۴۷۲۴

۱۱۔ محمد بن اسمٰعیل، ابو عبد اللہ، صحیح بخاری، کتاب الاحکام باب نمبر ا، حدیث نمبر ۳۶۳، ۳۶۴۔ صحیح مسلم، ابو الحسین عساکر مسلم بن الحجاج، کتاب ال ایمان، باب ۶۱ حدیث نمبر ۳۶۵، ۳۶۶۔ کتاب الامارہ، باب ۵ حدیث نمبر ۴۷۲۹۔

۱۲۔ مسلم بن الحجاج، ابوالحسین عساکر، صحیح مسلم کتاب الامارہ، باب ۵

۱۳۔ مبارک پوری، مولانا صفی الرحمٰن، الرّحیق المختوم، صفحہ نمبر، المکتبہ سلفیہ، لاہور، ۲۰۰۳

۱۴۔ محمد بن اسمٰعیل، ابوعبد اللہ، صحیح بخاری، کتاب الاحکام باب نمبر ۶، حدیث نمبر۔ مسلم بن الحجاج، ابوالحسین عساکر، صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب ۶۱ حدیث نمبر۔ سنن ابی داود، ابوداود سلیمان بن الاشعث، کتاب الجہاد، باب ۹۵۔ سنن نسائی، ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب النسائی کتاب البیعہ، باب ۳۳۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب ۴۰

۱۵۔ علی المتقی، علاؤالدّین، کنز العمال فی سنن والا قوال والافعال۔ ج ۶ احادیث نمبر ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۹۔۳۰۱

۱۶۔ علی المتقی، علاؤالدّین فی سنن والا قوال والافعال، کنز العمال۔ ج ۵ احادیث نمبر ۲۵۰۵

۱۷ علی المتقی، علاؤالدّین، کنز العمال فی سنن والا قوال والافعال۔ ج ۵ حدیث نمبر ۲۲۸۲۔۱۷

۱۸۔ علی المتقی، علاؤالدّین، کنز العمال فی سنن والا قوال والافعال۔ ج ۵ حدیث نمبر ۲۵۳۱۔۱۸

۱۹۔ علی المتقی، علاؤالدّین، کنز العمال فی سنن والا قوال والافعال۔ ج ۵ حدیث نمبر ۲۵۸۷۔۹۱

۲۰۔ محمد بن اسمٰعیل، ابوعبد اللہ۔ صحیح بخاری، کتاب الاحکام باب نمبر ۷۔ صحیح مسلم، ابوالحسین عساکر مسلم بن الحجاج، کتاب الامارہ، باب ۳

۲۱۔ سلیمان بن الاشعث، ابی داوٗد، سنن ابی داود، کتاب الامارہ۔ باب ۶   ۲۲۔ علی المتقی، علاؤالدّین، کنز العمال۔ ج ۶ حدیث نمبر ۲۰۶

۲۳۔ محمد بن عبد اللہ، ولی الدین ابی عبد اللہ، مشکوٰۃ المصابیح۔ باب الاعتصام الکتاب والسنہ